سلسلہ انصاران امام علیہ السلام نمبر ۲

بار دوم

تعداد جلد ۱۰۰۰

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ

الحمد للہ کہ بنظر توفیق خالق ذوالجلال والاکرام رسالہ عجالہ

الموسوم

شمشیر ولایت حصہ اول

از تصانیف

خادم المومنین احقر سید عنایت علی عنایت نقوی البخاری وزیرآبادی عفی عنہ

در مطبع پنجاب نیشنل سٹیم پریس واقع لاہور طبع شد

[illegible]

حق تصنیف محفوظ ہے

اصلاح والشمس

یہ تو معلوم ہی کہ آپ شیعہ ہیں مومن ہیں - متمسک بالثقلین ہیں نیز آپ دین حقہ کی ترویج
واشاعت میں بھی شب و روز کوشاں ہیں - مزید برآں یہ کہ آپکو مضامین تحقیق و مناظرہ میں
بھی نہایت دلچسپی ہی - جو ہر ایک مومن پر ضروری ہی - مگر با ایں ہمہ سوال یہ ہی کہ آپ نے
ماہواری رسالے **اصلاح والشمس** بھی جاری کرا رکھے ہیں یا نہیں اگر خدانخواستہ
یہ سچ ہے کہ آپ اصلاح والشمس نہیں منگاتے - تو جناب معاف رکھیں - آپ بڑا
غضب ڈھا رہی ہیں کہ یہ انمول موتی صرف دو دو روپے سالانہ چندہ پر لٹ رہی ہیں
لیکن جناب کو اطلاع تک بھی نہیں نہیں صاحب - اور بھی ایمان کی سنئیے - مرزائی وہابی
خارجی - آریہ - عیسائی - سنّی - چکڑالوی وغیرہ وغیرہ مذاہب باطلہ ان دونوں رسالوں کے
زور قلم و دلائل و براہین قاطعہ و ساطعہ و حقانیت و صداقت کے آگے یوں سجدہ کر رہے ہیں
کہ بعض اپنے خیالات باطنی کو بالاعلان ظاہر کر کے اعتراف حق کیا - جو ان میں بوجہ مزید
ہٹ دھرمی و تقاضائے جبلی قریباً قریباً ناممکن تھا - اور شیعوں کی نسبت کیا کہوں -
جناب عالی طیور پہ جہلا کو عالم اور علما کو اعلم بنا دیا ہی - یہ ایک میرا حسن ظن ہی نہیں - بلکہ
ہزارہا مومنین بھی میرے اس خیال میں متفق ہیں - اجی - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی؟ آج ہی ذیل
کے پتہ پر خط لکھ کر نمونہ کے پرچے منگا کر ملاحظہ فرمالیجئے - بھلا کسی کو باور بھی ہے کہ آپ
اصلاح والشمس کے مضامین سے ناواقف ہیں اور توبہ توبہ! - آپکو ان کا پتہ یاد
نہیں؟ - مذاق ہو تو ہو ورنہ ان سے تو ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امر ایڈیٹر النجم بھی واقف ہیں -

پتہ

مقام کھجوہ ڈاک خانہ بازار بندی ضلع سارن

نوٹ - کل کو حسرت نہ رہی آج ہی مذکورہ پتہ پر خط لکھ دو - ہاں - اُکے کتبخانہ کی فہرست بھی منگالیں بڑی بڑی نایاب
کتابیں چھپی ہیں اور وہ کہ کوئی سنّی عالم یا اعلم اُن کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ دیگا ۔ **عنایت**

شکریہ

کون کہتا ہے؟ کہ شیعوں میں کوئی جان نثار نہیں اور کون کہتا ہے کہ زمانہ سے قدردان اٹھ گئے ہیں نہیں نہیں یہ خیال بالکل غلط ہے۔ جہاں تک میرا دماغ ناقص کام کر سکتا ہے۔ مجھے یہی معلوم ہوا ہے کہ ؎

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

معزز ناظرین جن کو معلوم ہے کہ ذوالفقار صفدری مع سیف مرتضوی بجواب ذوالفقار حیدری لکھی تھی اُن ایام میں مجھ کو مبلغ ایکہزار روپے کی ضرورت محض کتاب ہٰذا کے انطباع کیلئے درپیش آئی۔ جو اس خاکسار بے بضاعت کی قدرت سے کہیں باہر تھی مگر محافظان دین قیم علیہم السلام کے اعجاز کے تصدق کہ ایسی ستغیب سے امداد ہوئی کہ کتاب چھپ گئی۔ خداوند ذوالجلال والاکرام جزائے خیر دیوے مرزا اصغر علی صاحب ابن مرزا محمد علی صاحب مرحوم جلالپوری کو۔ کہ انہوں نے اپنی استطاعت سے بڑھکر اس عمل خیر میں اعانت فرمائی۔ حتےٰ کہ انکی پھوپھی صاحبہ جو گجرات پنجاب میں سکونت پذیر ہیں۔ انہوں نے میری غیبت میں اپنے بھتیجا کو کہدیا کہ اگر ذوالفقار کے انطباع میں تم کوشش بکرو گے تو میں اپنا مکان فروخت کر کے بھی ایسی کتاب کے جواب چھپواؤنگی کہ جس نے اسوقت علی الخصوص پنجاب کے شیعوں کو گمراہ کرنے اور علی العموم سُنیوں کو لباس خوارج پہنانے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی ہو۔ فجزاھا اللہ اجراً جزیلاً ٭

بعد شائع ہو جانے کتاب ذوالفقار صفدری کے مینے شمشیر ولایت نمبر اول کو صرف ٹریکٹ کی صورت میں آٹھ صفحہ پر شائع کیا جسکی شیعان پنجاب و ہند نے وہ قدردانی فرمائی کہ آج انہی مضامین لذیذہ کو باقاعدہ کتابی صورت میں دوبارہ شائع کرنا پڑا۔ اور نام اسکا شمشیر ولایت حصہ اول تجویز کیا گیا۔ کیونکہ کتاب شمشیر ولایت حصہ دوم جو ۱۸۶ صفحہ پر تمام ہے۔ اسوقت پنجاب ہندوستان میں بعینہ ذوالفقار صفدری کی طرح مقبول و ممدوح ہو چکی ہے۔ اور جس کی چھپوائی وغیرہ میں ایک مومن نے اسطرح امداد و اعانت فرمائی ہے کہ اظہار نام تک سے روک دیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ بالآخر مینے شمشیر ولایت حصہ دوم کو طبع کروا کر جناب سردار راحت علی خان صاحب قزلباش انسپکٹر آف پولیس کی نذر کر دیا ہے اُمید ہے کہ شمشیر ولایت حصہ سوم کو وہ ضرور چھپوا دیونگے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

میں ان مومنین کا کس زباں سے شکریہ ادا کروں جو مجھ نالائق کے لوٹے پھوٹے الفاظ کی محض اظہار الفت و تقاضائے مومنیت کی بنا پر قدردانی فرما رہے ہیں والصلوٰۃ والسلام علی محمد و آلہ الکرام ٭ عنایت وزیرآبادی۔

شمشیر ولایت حصہ اوّل

مقدّمہ

ابو الوفا مولوی ثناء اللہ صاحب اہلحدیث امرتسری کے وعظ پر ایک محققانہ و منصفانہ نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الرؤف الرحیم الذی قال الحق نبیہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم الذی قال علی منی وانا منہ وآلہ الطاہرین المطہرین کما قولہ تبارک و تعالیٰ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ اما بعد احقر العباد و ضعیف البنیاد اوفتادہ بارگاہ ازلی السید عنایت علی نقوی البخاری جملہ مومنین و مسلمین کی خدمتمیں التماس کنندہ ہے کہ مورخہ ۲۱ فروری سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۲۵ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۲ ہجری المقدس کو موضع مدرسہ الکخانہ اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ پنجاب میں ایک بڑا بھاری مناظرہ مابین شیعوں اور قادیانیوں کے ہوا جس کی تفصیل ایک علیحدہ ٹریکٹ میں طبع ہو نیوالی ہے چونکہ اس مناظرہ میں قادیانیوں کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ گویا ابھی اس حالت میں قرار کرنیکا ہنوز رونا اول ہے لہذا وزیر آباد کے مرزائیوں نے اپنی نئی مسجد کے افتتاح کو ملتوی کرنا چاہا کہ ہمارے اجتماع پر لوگ مضحکہ اور ہنسی اڑائینگے لیکن اس بنا پر کہ مسجد شیعہ وزیر آباد کا افتتاح بہ سرپرستی اعلیٰ حضرت جناب مولانا و مقتدانا مجتہد العصر والزمان السید حشمت علی صاحب قبلہ خیر اللہ پوری و مولانا مولوی السید محسن علی صاحب سبزواری لاہوری مدظلہما اللہ تعالیٰ نہایت کامیابی و رونق افروزی سے ہو چکا تھا اور مرزائیوں نے قبل از مناظرہ افتتاح مسجد کی معلوم و عام شہرت بہت سی کی ہوئی تھی بحالت شش و پنج طوعاً و کرہاً مورخہ ۲۷ فروری مطابق یکم ربیع الثانی بروز جمعہ تاریخ افتتاح مقرر کر دی۔

پس تاریخ معینہ کو صبح کے آٹھ نو بجے مرزائیوں کی منادی گلی کوچوں میں ہونے لگی کہ مرزا صاحب کے صاحبزادہ معہ دیگر مرزائی علماء کے تشریف لائے ہیں بعد جمعہ بڑے زور و شور سے وعظ ہوگا۔ جملہ صاحبان

بلا لحاظ تفریق مذہب تشریف لاویں ہاں وزیرآباد کے سنت جماعت بھائیوں نے وہ عقلمندی کی کہ شاید ارسطاطالیس کو بھی نہ سوجھی ہو جھٹ مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری کو بلا لیا اور باقاعدہ اُن کا استقبال کیا جیسا کہ اُنکو زیبا تھا۔ مرزائیوں کی منادی کو ابھی چند منٹ ہی گذرے تھے کہ ادھر سے بھی منادی ہونے لگی یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری تشریف لائے ہیں۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ جامع مسجد میں بعد فراغت نماز جمعہ وعظ ہوگا۔ اگر شیعہ ام حسنات میں شامل ہوں ✦

الغرض قریب ڈھائی بجے کے میں بھی معہ چند احباب شیعہ کے مسجد جامع میں حاضر ہوا۔ یہاں تک کہ مولانا ثناء اللہ صاحب کا وعظ شروع تھا آپ نے کادیانی مذہب کی تردید اس حسن و خوبی سے کی کہ شاید ہی کسی نے کی ہو۔ رسول کادیانی کے ادعا باطلہ معہ حوالجات اہل اسلام کے گوش گذار کئے جنہیں مطلقاً بناوٹ کی بو نہ تھی بلکہ اصل کتابوں سے لوگوں کو تمام حوالجات دکھلائے جزاھم اللہ خیرا۔ آخر کیوں نہ ہو آپکی تشریف آوری کا منشا ہی یہی تھا۔ کہ مبادا خلق خدا گرداب ضلالت میں جا پڑے بیشک علمی کا یہ حصہ ہے میں آپکے اس جہاد کی کہانتک تعریف کروں **لیکن** کیا کہوں میں تو سمجھا تھا کہ گیا ہی کادیانیوں کے پر خچے اُڑاتے چلے جاوینگے، وہ لگے بیچارے غریب شیعوں پر بھی ہاتھ صاف کرنے شعر ؎ تھی خبر گرم کہ غالب کے اُڑینگے پرزے ✦ دیکھنے ہم بھی گئے تھے وہ تماشہ نہ ہوا میں سخت حیران ہوا کہ الٰہی! یہ کیا معاملہ ہے ؎ خورشید کیا کہوں نہیں آنکھوں کے سامنے ✦ گرگٹ کی طرح رنگ زمانہ بدل گیا ✦

آمدم برسر **مطلب** مجھے آپکے وعظ کے متعلق کچھ مختصراً عرض کرنا ہے وہ یہ کہ آپ نے کھلے کھلے لفظوں میں تین باتیں بالکل خلاف واقعات اور غلط بیان کی ہیں جنسے اہالیان اسلام کے ایمان کی دیوار کے منہدم ہونے کا اندیشہ ہے۔ ہاں اگر اشارۃً یا کنایۃً **حنفیوں** پر بھی ہاتھ صاف کر گئے تو میں انکی طرف سے مدعی نہیں ہوں وہ خود تامل کرینگے ✦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولوی صاحب کی پہلی غلطی

فی باب احسان ابی بکر علی خیر المحسنین الی یوم الحشر

اثنائے وعظ میں آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی منقبت خوانی کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ غار ثور میں جب ابوبکرؓ نبی علیہ السلام کے ہمراہ چھپے تو تین روز تک حضرت ابوبکرؓ کے گھر کا کھانا غار میں پہونچتا رہا۔ اور آنحضرت صلعم نوش فرماتے رہے اس طعام سے بہت سے قطرے خون کے پیدا ہوئے بعد ازاں نبی علیہ السلام نے جو جو دین اسلام کی اشاعت کا کام کیا۔ وہ سب حضرت ابوبکرؓ کے طعام کے خون کا اثر تھا اب جتنے مسلمان دنیا میں موجود ہیں سب میں حضرت ابوبکرؓ کے طعام کے خون کا اثر ہے"۔ انتہی کلامہ

الجواب بیان بالا کو دیکھیں دو باتیں قابل غور ہیں۔ **اوّل** آیا غار ثور میں جو کھانا نبی علیہ السلام اور آپکے دوسرے ساتھی کو پہونچایا

وہ کہاں سے آیا؟ **دوم** اگر جناب ابوبکر کے گھر سے آیا تو اسکے خون کا جو بقول مولوی صاحب نبی علیہ السلام میں پیدا ہوا کیا **اثر** ہوا؟۔

امر اول ملاحظہ ہو اپنی معتبر و مسلمہ کتاب تفسیر در المنثور لعلامہ جلال الدین سیوطی جلد ۳ صفحہ ۲۴۰ مطبوعہ مصر۔ فمکث ھو والو بکر فی الغار ثلثة ایام یختلف الیھم بالطعام عامر بن فهیرة و علیؓ یجھزھم فاشتروا ثلاثة ابل من اهل البحرین واستاجر لھم دلیلاً فلما کان بعض اللیل من اللیلة الثالثة اتاھم علیؓ بالابل والدلیل فرکب رسول اللہ راحلة ورکب ابوبکر اخری فتوجھوا نحو المدینة وقد بعث قریش فی طلبه **یعنی** حضرتؐ اور ابوبکر تین روز غار میں رہے۔ عامر بن فہیرہ کھانا لیکر آتا تھا۔ اور حضرت علیؑ اسکا **سامان** کرتے تین اونٹ خریدے بحرین کے اونٹوں سے اور ایک راہنما مقرر کیا جب تیسری رات ہوئی تو حضرت علیؑ اونٹ اور راہنما لیکر آئے اور رسول خدا اپنے اونٹ پر دوسرے پر ابوبکر سوار ہوئے اور راہی مدینہ ہوئے اور قریش نے حضرتؐ کے پکڑنے کو بھیج رکھا تھا۔ انتہی بقدر الحاجة

سنا صاحب! یہ ہی اصل حقیقت **شعر** بس بس کھائیاں ہی نہ بتلاؤ لیکے دل ؛؛ مرتا ہوں لو بتاؤ کوئی ڈھب نباہ کا

اب جس شخص میں ایک رائی یا ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ وہ اس روایت مسلمہ اہلسنت کو دیکھکر مولوی صاحب کی غلط بیانی پر ہنسی اڑائیگا۔ کیونکہ یہاں جناب امیر حضرت علی علیہ السلام کھانیکا انتظام مکہ میں کر رہے ہیں لیکن مولوی صاحب خواہ مخواہ فرماتے ہیں کہ کھانا ابوبکر صاحب کے گھر سے جاتا تھا۔ پھر اسکا خون بن رہا تھا اور وہی خون اسلام کی اشاعت کا باعث تھا **العجب** ثم العجب! اسے آنکھیں تو ملاتے ہو مگر دل نہیں ملتا ؛ ساغر تو بہت خوب ہے، مینا نہیں اچھا۔ مجکو حیرت تو اس امر کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی جان نثاری کا کچھ تذکرہ ہی نہیں جسے خداوند عالم اپنے پاک کلام میں یوں ارشاد فرماتا ہے ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد (بقرہ) یعنی اور لوگوں میں سے ایسے بندے بھی ہیں جو خدا کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان بھی بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بڑی شفقت رکھتا ہے۔ اسکی تفسیر میں ملاحظہ ہو تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ والروایة الثالثة نزلت فی علی ابن ابیطالبؑ بات علی فراش رسول اللہ لیلة خروجه الی الغار ویروی انه لما نام علی فراشه قام جبرائیل عند رأسه ومیکائیل عند رجلیه وجبرائیلؑ ینادی بخ بخ من مثلک یا ابن ابی طالبؑ یباھی اللہ بک الملئکة ونزلت الایة الخ یعنی تیسری روایت یہ ہے کہ حضرت علیؑ کے بارہ میں نازل ہوا جبکہ آپ سوئے تھے فرش رسولؐ پر جس شب کو خروج کیا حضرتؐ نے طرف غار کی اور روایت ہے کہ جب جناب امیر اس فرش پر سوئے تو جبرائیلؑ حضرت کے سرہانے کھڑے ہوئے اور میکائیل پیر کی طرف اور جبرائیل کہتے تھے مبارک ہو مبارک ہو کون ہے؟ تیری طرح اے پسر ابوطالبؑ کہ خدا مباہات (فخر) کرتا ہے تیرے سبب سے فرشتوں پر اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ایسا ہی تفسیر نیشاپوری برحاشیہ تفسیر طبری مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ میں ہے اگر اس سے مزید اطمینان کی ضرورت ہو۔ تو تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۳۲۶ ملاحظہ فرماویں اور آنجناب کا ذکر کیا ملکہ خوف وحزن وغیرہ کو باعث اشاعت اسلام قرار دیں العجب۔

طرفہ یہ کہ حضرت ابوبکر کی شان میں سوائے قصہ غار کے اور کچھ نہیں سناتے حالانکہ حضرت ابوبکر تو صرف چھپے رہنے

والے ہیں عبد اللہ ابن اریقطہ جو مسلمان بھی نہیں بلکہ کافر مشرک ہے دیکھئے کیا کچھ کر رہا ہے۔ ملاحظہ ہو تاریخ خمیس علامہ
شیخ حسین دیار بکری ص۳۲۶ وکان مشرکاً وقال علی دین الکفار فامنوه ودفع الیه الراحلتین وواعده غار
ثور بعد ثلاث لیال قال النووی لا نعلم له اسلاماً الخ یعنی مشرک تھا لیکن کہا دین کفار پر تھا اسکو دو اونٹ
دیئے گئے اور اوس سے تین رات بعد غار ثور کا وعدہ لیا گیا۔ نووی کہتے ہیں کہ اوسکا اسلام اب تک معلوم نہیں ہے۔ فرمائیے اس مشرک کافر
کو کیا زیادہ ارشاد دیا جاوے۔ ہاں ذرا اس عبد اللہ ابن اریقطہ کی خدمت اور نصرت اور حضرت ابوبکر کے ہمراہ ہونے کا موازنہ بھی کر لیجئے
ملاحظہ ہو تفسیر در المنثور جلد ۳ ص۲۴۲ مطبوعہ مصر عن ابن عباس قال لما خرج رسول اللہ من اللیل لحق بغار ثور قال واتبعه
ابوبکر فلما سمع رسول اللہ حسه خلفه خاف ان یکون الطلب فلما رای ذلک ابوبکر تنحنح فلما سمع ذلک رسول اللہ عرفه
انتہی یعنی جب رسول اللہ رات کو نکلے اور غار ثور کے قریب پہونچ گئے انکے پیچھے ابوبکر آ رہے تھے جب حضرت کو آنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو ڈرے
کہ کہیں کوئی پکڑنے کو نہ آیا ہو تب ابوبکر نے تنحنح کیا یعنی کھنکھارے، جب حضرت نے سنا تو پہچان لیا اور ٹھہر گئے یہاں تک تو یہ بات تھی اب غار
میں پہنچکر جو ہوا آپکو معلوم ہے شعر کیوں چلاویں ہم بھی جی اپنی سند دیکھکر ۔ پاس ہم رکھتے نہیں بیت الحزن میں آئینہ جسپر نبی نے
فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا یعنی مت حزن کر تحقیق خدا ہمارے ساتھ ہے فانزل اللہ سکینته یعنی نازل کیا خدا نے سکینہ یعنی تسلی اوپر
اسکے (محمد کے) ہاں اگر یہیں یہ سوال پیدا ہو کہ آنحضرت ابوبکر کے آنسو ڈرنے اور رنج چلانے کی وجہ کیا تھی تو سنئے جان اب تم سے ہم کیا بھید
چھپاویں دل کا یہ آپ سے مجکو پیار کرنے لگا نام دل کا ۔ ملاحظہ ہو تاریخ خمیس جلد اول ص۳۲۶ روی ان ابابکر حین خرج الی الغار حمل
ماله کله وکان اذ ماله هو خمسة الاف درهم او ستة فانطلق بها معه یعنی ابوبکر جب غار کی طرف چلے ہیں تو اپنا کل مال ساتھ
لے لیا جو پانچ ہزار درہم تھا۔ یا چھ ہزار ۔ پس یہی خوف تھا اور بات ہی کیا تھی؟ اب سمجھنا یہ ہے کہ یہ مال کہاں سے آیا؟ ملاحظہ ہو کتاب
مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی جلد ۲ ص۸۱ ابوبکر را دو شتر بود کہ بچہار صد درہم و بروایتے بہشت صد درہم خریده بود و مدت چہار ماه
علف داده فربه ساخته نگاه داشته بود پیش آورد تا یکے را آنحضرت قبول فرمائد من قبول کردم لیکن بشرط ابتیاع پس بہشت صد درہم آن ناقه
را از ابوبکر صدیق بخرید۔ انتہی حاصل یہ ہے کہ دو اونٹ ابوبکر کے پاس تھے چار سو یا بروایتے آٹھ سو درہم پر خریدے تھے ۔ ایک نے ان سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نو سو ۹ درہم پر فروخت کیا دیکھا جان فدا کرنا علی ع کا اور اونٹ فروخت کرنا حضرت ابوبکر کا یکساں ہے ؟ انا
للہ وانا الیہ راجعون ایسا ہی کچھ معارج النبوۃ رکن چہارم فصل اول صفحہ ۹ مطبوعہ کانپور اور صحیح البخاری کتاب البیوع
جلد ۱ ص۱۲ سطر ۱۹ مطبوعہ مصر وغیرہ میں بھی ہے۔ شعر۔ دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھہرے * کچھ تیری گانٹھ گرہ میں ہے تو سودا ٹھہرے

ناظرین باایمان انصاف آپ پر ہی ہے اس مختصر منصفہ کو چھوڑتا ہوں کہ اگر طعام واقعی حضرت ابوبکر کے گھر سے آتا تھا تو بھی
رسول اللہ صلعم کا مال ٹھہرا جیسا کہ ثابت کیا گیا اور حضرت ابوبکر کی جان نثاری اور قربان ہونا اور انکے مال اور طعام کا باعث اشاعت
اسلام ہونا سب کچھ پیش ناظرین ہے اور للہ اور بوقت ہجرت جیسی کہ عبد اللہ ابن اریقطہ مشرک کافر نے کی وہ بھی اہل سنت کے مسلمات سے
روشن کر دی گئی ہے چونکہ اس حصہ میں گنجائش نہیں لہذا انہی مختصر عبارات پر اکتفا کرتا ہوں میرا یہ مدعا نہیں کہ مولوی صاحب باوجود

اطلاع ہو جاتی ہر امور کے انکار اگ الا پنا چھوڑو ہیں سے رات ہمسائیوں نے اُٹھا اُٹھ کے عائیں مانگیں شور نالہ میر اثم نہ ہوا پر نہ ہوا۔ امر دوم اگر واقعی نبی علیہ السلام میں بقول مولوی ثناء اللہ صاحب طعام ابوبکر کا خون تھا تو اسکا بھی سراغ لگانا چاہیے کہ وہ کہاں گیا؟ -

تحقیق ملاحظہ ہو مستدرک امام حاکم کہ اس میں عبداللہ بن زبیر کی نسبت جو اپنی حضرت ابوبکر کے نواسے اسماء بنت ابی بکر کے بیٹے تھے لکھا ہے - انه اتی الی النبیؐ صلعم وھو یحتجم فلما فرغ قال یا عبد اللہ اذھب بھذا الدم فاھرقہ حیث لا یراك احد فلما انصرفت عن رسول اللہ عمدت الی الدم فحسوته فلما رجعت الی النبیؐ قال ما صنعت یا عبد اللہ قال جعلته فی مکان ظننت انه اخفی علی الناس قال فعلك شربته قلت نعم قال و من امرك ان تشرب الدم اویل لك من الناس و ویل للناس منك الخ یعنی حضرت ابوبکر کے نواسے عبداللہ بن زبیر خدمت رسول اللہ میں حاضر ہوئے اور وہ حضرت صلعم پچھنے لگوا رہے تھے جب فارغ ہوئے تو اُن سے کہا کہ یہ خون ایسی جگہ گرا دو کہ کوئی نہ دیکھے یہ باہر گئے اور پی ڈالا جب واپس آئے تو حضرتؐ نے پوچھا۔ کیا کیا؟ کہا - میں نے ایسی جگہ رکھا ہے جس کی نسبت مجھے گمان ہے کہ سب سے مخفی ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا شاید تو پی گیا۔ کہا - ہاں حضرتؐ نے فرمایا تجھے کس نے حکم دیا کہ خون پی جاؤ - ویل ہے تیرے لئے آدمیوں سے اور ویل ہے آدمیوں کے لئے تجھ سے انتہی

نیز ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی ترجمہ اردو مطبوعہ لاہور ص ۱۱۵ - ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں بروایت عبداللہ بن زبیر لکھا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور اپنا خون مجھے دیکر فرمایا کہ عبداللہ جاؤ اُسے کہیں ایسی جگہ چھپا دو کہ کسی کی نظر نہ پڑے میں نے آپکی نظر سے اس **خون کو پی لیا**۔ جب میں واپس آیا تو حضور علیہ السلام نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ وہ خون کیا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنے نزدیک سب سے پوشیدہ جگہ دیکھ کر وہاں رکھدیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو پی گیا۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ کہتے ہیں کہ انکی قوت اسی خون کی وجہ سے تھی۔ انتہی۔

پس مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوا کہ جو حضرت ابوبکر کے طعام کا خون تھا وہ ابوبکر ہی کے نواسے نے پی لیا نہیں بلکہ اُسی تاریخ الخلفاء کے ص ۱۱۵ میں ہے "جب یہ پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے آپ نے ایک کھجور چبا کر اُن کو چٹادی اور اُنکے نانا کے نام پر اُنکی کنیت **ابوبکر** مقرر فرمائی"۔ کیا اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابوبکر کے **طعام کا خون ابوبکر نے ہی پی لیا**۔ سے

تیری خون آشامیاں مشہور ہیں اے تیغ ناز ایک قطرہ چھوڑ تو پیوے ہمارا ہی لہو

اب میں اس خون کی تاثیر کی نسبت کچھ عرض کروں گا :-

طعام ابوبکر کے خون کا اثر - اول - ملاحظہ ہو کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ استیعاب فی معرفۃ الاصحاب

وکان علیؓ یقول ما زال الزبیر منا اھل البیت حتی نشاله عبد اللہ یعنی حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ ہمیشہ زبیر کا شمار ہم اہل بیت رسالت سے ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ عبد اللہ نے نشو و نما پائی۔ اور سنئے تذکرہ خواص الامہ میں ہے ان علیاً لما التقی بالزبیر قال له کنا نعدک من خیار بنی عبد المطلب حتی بلغ ابنک السوء ففرق بیننا الیس رسول اللہ قال لک کذا وکذا یعنی جب جنگ جمل میں زبیر لڑنے کے لئے نکلے اور حضرت علی سے ملاقات ہوئی تو فرمایا پہلے تو ہم تجھ کو (اے زبیر) خاندان عبد المطلب کے نیکو کاروں سے شمار کرتے تھے یہانتک کہ تمہارا بیٹا (عبد اللہ) جوان ہوا۔ پس جدا کر دیا اُسنے تجھے ہمسے۔ کیا رسول اللہ صلعم نے تجھسے نہیں فرمایا تھا۔ (یعنی تم علی کر سے لڑوگے درانحالیکہ ظالم ہوگے) مطلب یہ کہ عبد اللہ ہی جوان ہوکر ہمارے اور زبیر کے درمیان مخالفت کا باعث ہوا۔

پس یہی تھا طعام ابوبکر کے خون کا اثر! اور بقول علامہ سیوطی جو اُن میں اس خون سے طاقت پیدا ہوئی تھی۔ ملاحظہ ہو تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۹ لغایت ۹۹ کہ محمد بن حنفیہ کے ساتھ کیا سلوک کیا فحبسھم بزمزم وتوعدھم بالقتل والاحراق واعطاہ اللہ عھدا ان لم یبایعوا ان ینفذ فیھم ما توعدھم به وضرب لھم فی ذٰلک اجلاً یعنی پس قید کیا اُن سبکو گرد چاہ زمزم کے اور دھمکی دی قتل کی اور جلانے کی اور قسم کھائی کہ اگر لوگوں نے بیعت نہ کی تو جن باتوں کی دھمکی دی ہے اوسکو کر گذرینگے۔ اور پھر لکھتے ہیں حتی انتھوا الی زمزم وقد اعد ابن الزبیر الحطب لیحرقھم وکان قد بقی من الاجل یومان فکسروا الباب ودخلوا علی ابن الحنفیه الخ یعنی گئے طرف زمزم کی جہاں جمع کیا تھا ابن الزبیر نے لکڑیوں کو تاکہ جلاویں محمد ابن الحنفیہ وغیرہ کو اور باقی تھے میعاد سے دو روز۔ پس اُن لوگوں نے دروازہ توڑ دیا اور سب کے سب محمد ابن الحنفیہ کے پاس آئے اور کہا ہمکو چھوڑ دیجئے کہ اس دشمن خدا ابن الزبیر سے سمجھ لیں الی آخرہ۔

اور سنئے تاریخ مروج الذہب علامہ مسعودی بر حاشیہ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ کان عروہ ابن الزبیر یعذر اخاه اذا جای ذکر بنی ھاشم وحصرہ ایاھم فی الشعب وجمعه الحطب لحریقھم ویقول انما اراد بذٰلک ارھابھم لید خلوا فی طاعته کما ارھب بنو ھاشم وجمع لھم الحطب اعضا ابو البیعه فیما سلف وبذا الخبر لا یحتمل ذکرہ ھنا الی آخرہ یعنی جب اس واقعہ کا ذکر آتا تھا۔ جو عبد اللہ ابن زبیر نے بنی ہاشم کے ساتھ کیا کہ اُنکو شعب میں قید کیا اور لکڑیاں جمع کیں جلانے کے لئے تو عروہ بن زبیر (برادر عبد اللہ) کہتا تھا۔ کہ ان سے صرف اُن لوگوں کا ڈرانا اور دھمکانا منظور تھا کہ اطاعت ابن زبیر قبول کریں جیسا کہ پہلی دفعہ بھی جب انہی بنی ہاشم نے بیعت سے انکار کیا تھا۔ تو لکڑیاں جلانے کو جمع کی گئی تھیں یہ ایسی خبر ہے کہ اُسکے ذکر کا یہ مقام متحمل نہیں انتہی موضع الحاجة

جملہ معترضہ قرن اولی میں جو لکڑیاں جمع ہوئی تھیں وہ جناب فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مکان پر حضرت عمر نے جمع کی تھیں کہ یا **مبیعت ابوبکر** قبول کر دیا ہی بنی ہاشم تم سبکو معہ مکان و عیال و اطفال جلا دینگے۔ اسکے ثبوت میں قریبًا چالیس معتبر کتابیں اہل سنت والجماعت کی معتبرہ و مسلمہ شہادت دے رہی ہیں جنکا تذکرہ اس مقام پر باعث طوالت ہے۔ لہٰذا اس امر کو آئندہ کے لئے چھوڑا جاتا ہے۔

بہرحال ابن زبیر میں یہ قوت اور شجاعت بھی **اسی طعام ابوبکر کے خون کا اثر تھا** کہ بنی ہاشم کو قید بھی کریں اور جلائیں اور قتل کریں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس خون کا اثر اور بھی سنئے تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۱۴۱ ملاحظہ ہو۔ **واسماء بنت ابی بکر بعد ابنها بقليل وكانت قد عميت وكانت مطلقة من الزبير قيل ان ابنها عبد الله قال له مثلي لا توطاء امه فطلقها** یعنی اپنے بیٹے عبد اللہ کے بعد اسماء بنت ابوبکر نے بھی انتقال کیا یہ اندھی ہو چکی تھیں اور انکو ان کے شوہر زبیر نے طلاق دے دیا تھا جس کی وجہ یہ ہوئی کہ **عبد اللہ** ابن زبیر نے اپنے باپ سے کہا کہ میری شان اب ایسی نہیں ہے کہ اس کی ماں کے ساتھ وطی کی جائے۔ لہٰذا زبیر نے طلاق دیدیا۔ انتہی بلفظہ۔

اب امر اول و دوم کی نسبت چند باتیں ہوئیں (ا) غار ثور میں جو کھانا جاتا اسکا سب انتظام جناب **امیر علیہ السلام** کے متعلق تھا (ب) اس طعام سے جو قطرات پیدا ہوئے اُن سے **جناب ابوبکر** کو کچھ تعلق نہیں (ج) اور اگر بقول **مولوی ثناء اللہ وہ طعام خانہ ابوبکر سے پہونچتا تھا تو اُس کا خون اُمت کی گردن پر نہیں**۔ کیونکہ وہ خون حضرت **ابوبکر** کے نواسے یا خود ابوبکر ہی نے پی لیا (د) الحمد للہ کہ وہ خون نبی علیہ السلام نے اُنہی کے سپرد کر دیا (ہ) طعام ابوبکر صاحب کے خون کا کیا اثر ہوا کہ زبیر کو **خاندان رسالت** کا دشمن بنا دیا۔ (و) نیز وہی تاثیر تھی کہ عبد اللہ نے بنی ہاشم کے جلانے اور قتل کرنے کا قصد کیا اور چاہ زمزم کے گرد قید رکھا (ز) اسی خون کا اثر تھا کہ **عبد اللہ** نے اپنی اندھی ماں کو طلاق دلوا ڈالا (ح) اسی خون کا یہ اثر تھا کہ اپنے باپ سے صراحۃً کہدیا کہ اماں جان سے وطی مت کرو (غیرت) (ط) **نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے اگر ابوبکر صاحب کے گھر کا طعام کھایا تو بھی **مال اپنا ہی تھا۔ کیونکہ ۹۰۰ درہم اُسے چلتے وقت آپ دے آئے تھے۔ اور ۲۰۰ روپیہ کی اونٹنی لے آئے تھے** (باقی بچا ساتسو) (ی) اہل اسلام پر احسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے نہ کہ حضرت ابوبکر کا۔ **فتدبروا ولا تکونوا من الغافلين** ۰

مولوی صاحب کی دوسری غلطی

فِی بَابِ قَسِیمُ النَّارِ وَالجَنَّۃِ

پھر آپنے ایک ہنسی اُڑائی۔ فرمایا۔ میں ایک دفعہ شیعوں کی مجلس میں گیا۔ تو ایک شیعہ لڑکے نے کرسی پر بیٹھکر ایک رباعی پڑہی جس کا ماحصل یہ تھا کہ جب تک علیؑ کے دستخط ہوں کوئی عمل قابل قبول نہیں۔ اور نہ ہی نجات ہو سکتی ہے۔ انتہے کلامہ۔

الجواب۔ جناب مولوی صاحب! بات تو شاید ٹھٹھے کی ہی ہے لیکن آپ تو ماشاء اللہ اہل حدیث ہیں

کبھی جھکتا ہوں شیشے پر کبھی گرتا ہوں ساغر پر ۔ میری بیہوشیوں سے ہوش ساقی کے بکھرتے ہیں

ذرا تامل فرماتے کہ حدیث رسول علیہ السلام کو نعوذ باللہ کہاں رد کریں اور پھر **اسلام محمدیہ** میں کیسی رہیں۔ سنئے آپ کی معتبر کتاب ارجح المطالب مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۸۳ میں ہے عن قیس ابن حازم قال التقی ابوبکر الصدیق و علی ابن ابیطالب فتبسم ابوبکر فی وجہ فقال لہ علی مالک تبسمت فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یجوز الصراط احد الا من اکتب لہ علی الجواز (اخرجہ ابن السمان) یعنی قیس ابن حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق جناب امیر حضرت **علی علیہ السلام** سے ملے اور جناب امیر علیہ السلام کو دیکھکر ہنسنے لگے۔ جناب امیر علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ کیوں ہنستے ہیں۔ ابوبکر کہنے لگے میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے قیامت کے روز **علی کے پروانہ راہداری** کے سوا کوئی شخص صراط سے نہیں گذر سکیگا۔

(مولوی صاحب! سنتے ہو) پس ثابت ہوا کہ بغیر دستخطی حضرت علی علیہ السلام کے کسی کا صراط سے گذرنا محال ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپنے بہ تقلید حضرت ابوبکر کے اسپر ہنسی کی ہے۔ جو آپ پر ضروری ہے شعر ؎

نابِ دنداں نہ دِکھا بزم میں تو ہنس ہنس کر
کوئی کھا جاوے جو ہیرے کی کنی خوب نہیں

اور سنئے صفحہ ایضاً عن مجاھد عن ابن عباسؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن علی ابن ابیطالب یوم القیمۃ علی الحوض لا یدخل الجنۃ یوم القیمۃ الا من جاء بجواز من علی ابن ابیطالبؑ (اخرجہ ابن مغازلی) یعنی مجاہد نے ابن عباس سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن علی ابن ابیطالب حوض پر

نہ داخل ہوگا جنت میں کوئی۔ جب تک کہ اسکے ہاتھ میں پروانہ راہداری نہ ہو حضرت علی ابن ابیطالب ؑ۔

مولوی صاحب! اگر آپ واقعی اہلحدیث ہیں تو پھر ایمان سے کہنا کہ اس شیعہ بچے کی رباعی کی تصدیق اور پر ارشاد جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

آپ کی ہی مسلمہ حدیث کی کتابوں سے ہوئی یا نہیں ؟۔

۱۴ اور سنئے۔ وہی ارجح المطالب صفحہ ۱۵۱۔ عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوان عبداً عبد اللہ عزوجل مثل ما قام نوح وکان لہ مثل احد ذہبا فانفقہ فی سبیل اللہ ومد فی عمرہ حتی یحج الف حج علی قدمیہ ثم قتل بین الصفاء والمروۃ مظلوماً ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلہا اخرجہ الدیلمی/ یعنی خود جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جس قدر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں کھڑے ہو کر کی ہے اور اُحد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے پھر اسکی عمر اسقدر دراز ہو کہ پیادہ ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے (شہید ہو) پھر اگر تجھے یا علی دوست نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی بُو نہیں سونگھے گا اور نہ اُس میں داخل ہوگا۔ انتہے ترجمۃ الحدیث۔

اور سنئے۔ صواعق محرقہ ابن حجر مکی مطبوعہ لاہور ترجمہ فارسی صفحہ ۱۶۲ مرویست از ابن سماک کہ ابوبکر و علی گفت از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شنیدیم کہ میگفت لایجوز احد الصراط الا من کتب لہ علی الجواز بر صراط نمیگذرد و دیگر کسیکہ علی ابن ابی طالب اورا بنویسد۔

پس ان حدیث کو دیکھ کر مجھے ہفت اقلیم میں کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل اور اسلام کا مدعی ہو پھر اسبات پر ایمان نہ لائے کہ نامہ اعمال حسنہ پر جب تک حضرت علی علیہ السلام کے دستخط نہ ہوں نہ جنت میں جاسکتا ہے نہ نجات پاسکتا ہے۔**

مولوی صاحب! میں آپکو ایک حدیث دکھاتا ہوں اُمید ہے کہ آپ نہایت ٹھنڈے دل سے سنینگے۔ اسی صواعق محرقہ کے صفحہ ۲۱۶ سطر ۶ پر ہے۔ حدیثے کہ از علی ابن موسیٰ الکاظم امام الجن والانس مرویست کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیؑ را گفت انت قسیم النار والجنۃ یوم القیمۃ یقول النار ھذا لی وھذا لک تو قسمت کنندہ بہشت و دوزخی دوزخ با تو خواہد گفت روز قیامت کہ ایں گروہ یعنی اہل دوزخ حصہ من اند و آں گروہ یعنی اہل بہشت حصہ تو۔ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے علیؑ تو دوزخ اور بہشت کا تقسیم کرنے والا ہے دوزخ تجھ سے کہیگی قیامت کے دن۔ کہ یہ دوزخی میرے حصہ میں ہیں اور یہ بہشتی

تیرے حصے میں۔ اب میں اس بحث کو ایک رباعی پر جو آپ کے امام شافعی کی کہی ہوئی ہے ختم کرتا ہوں

آپ فرماتے ہیں

عَلِیٌّ حُبُّہٗ جُنَّۃٌ ٭ قَسِیْمُ النَّارِ وَالْجَنَّۃِ ٭ وَصِیُّ الْمُصْطَفٰی حَقًّا ٭ اِمَامُ الْاِنْسِ وَالْجِنَّۃِ

یعنی علی محبت (کی) ڈھال ہے۔ (گناہوں کے لئے) اور وہ دوزخ اور بہشت کے تقسیم کرنے والے ہیں (امام صاحب فرماتے ہیں) قسم خدا کی وہ جانشین ہے مصطفےٰ کا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ ہر جن وانس کا امام ہے۔ صلی اللہ علی محمد وآلہ الطاہرین۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد۔ یہ رباعی اگر مولوی صاحب دیکھنی چاہیں تو کتاب جواہر العقدین سید سمہودی شافعی سے دیکھ سکتے ہیں یا ہماری شیعہ مسجد وزیر آباد کی اندرونی بیرونی دیوار پر

شعر

زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے ٭ بے حبِّ اہل بیتؑ عبادت حرام ہے

مولوی صاحب کی تیسری غلطی

فی معیتۃ النواصب

آپ نے ایک لطیفہ کے طور پر فرمایا کہ ایک شیعہ اور ایک سنی آپس میں اس امر کا تقاضا کر رہے تھے کہ علیؑ کا شان بڑا ہے یا ابوبکرؓ کا اتنے میں ایک خارجی آ گیا اور وہ شیعہ کے ایک گھونسا لگا کر کہنے لگا کہ پہلے تم علیؑ کا ایمان تو ثابت کرو۔ جس پر وہ شیعہ خاموش ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ بھائی تجھ سے میں پورا نہیں آ سکتا۔ انتہی کلامہ۔

الجواب یہ سچ ہے بھئی میرا بڑا بھائی لاہور میں رہتا ہے۔ بھلا مولوی صاحب!!! آپ شیعوں کے مقابلہ میں تنگ آ کر خارجیوں کا حوالہ کیوں دینے لگ جاتے ہیں شعر

سمجھتا خوب ہوں میں اس بناوٹ کی لگاوٹ کو ٭ قسم کھا جاؤ گے مگر تیرے دل میں کچھ محبت ہو

کیا ہی اچھا ہو کہ مولانا صاحب اس خارجی کا مختار نامہ خود لے لیویں اور باطناً اس کی امداد نہ کریں پھر شیعوں سے جناب امیر علیہ السلام کے ایمان کی نسبت مستفسر ہوں تا معلوم ہو کہ نفس رسول مقبول و مولائے مومنین کا ایمان کیسے ثابت ہوتا ہے۔ ہاں مولوی صاحب کے اس بیان پر چند امور غور طلب ہیں:۔

اوّل آیا خارجی قرآن پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں؟ دوم حدیث رسول اللہ کے بھی قائل ہیں یا نہیں سوم کیا ان کا ایمان رسول علیہ السلام کی عصمت پر بھی ہے یا نہیں؟ اوّل اگر وہ خارجی قرآن کو مانیں گے تو منجملہ دیگر آیات قرآنی کے

ایمان بلکہ عصمت جناب امیر علیہ السلام کی نسبت آیہ تطہیر انّما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیراً نص صریح ہے۔ کیونکہ اس آیت میں نہ جناب امیر بلکہ خود حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں۔

آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ الی آخرہ کہ جس سے آپ بھی اچھے واقف ہیں خارجی کے کفر پر ذوالفقار کا کام کریگی آیہ مباہلہ قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الی آخرہ الآیہ کہ جس میں امیر علیہ السلام کو نفس رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا گیا ہے۔ اُسکے لئے کافی ہوگی۔

دوم۔ اگر اُس کا ایمان حدیث پر ہوگا۔ تو اُسے مفصلہ ذیل احادیث نبوی صلعم کی سیر کرائینگے:۔

حدیث اوّل عن ابن عباس قال ما انزل یا ایھا الذین امنوا الا علی امیرھا و شریفھا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وما ذکر علیا الا بخیر (اخرجہ احمد والطبرانی وابن ابی حاتم وابن ابی عبد البر فی کتاب الاستیعاب وعلامہ ابن حجر مکی فی کتابہ صواعق محرقہ) ارجح المطالب ص۵۵ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس جس آیت میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے لوگوں کو **یا ایھا الذین امنوا کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہے علیؑ اس خطاب کے امیر و شریف** ہیں آنحضرت صلعم کے اصحاب پر بعض مقامات میں عتاب (جھڑکی) فرمایا ہے مگر علیؑ کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا ہے۔

حدیث دوم عن ابن عباسؓ قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ ما نزل فی علی (اخرجہ ابن عساکر وابن مردویہ) ص۵۵ یعنی ابن عباس کہتے ہیں کہ خدا کی کتاب میں جس قدر آیتیں حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اُسقدر اور کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں۔

حدیث سوم عن علی قال نزل القرآن ارباعا فربع فینا فربع فی عدونا وربع سیر و امثال وربع فرائض واحکام والذکرالم القرآن (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) یعنی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ **قرآن چار حصوں میں نازل ہوا ہے۔ پس اُسکا ایک ربع ہماری شان میں اور ایک ربع ہمارے دشمنوں کے حق میں۔ اور ایک ربع میں قصص اور امثال اور ایک ربع میں فرائض اور احکام اور ہماری شان میں قرآن مجید کی بزرگ آیتیں ہیں۔**

حدیث چہارم عن ابن عباسؓ قال نزلت فی علی ثلث مائۃ آیۃ (اخرجہ ابن عساکر) ارجح المطالب ص۵ یعنی ابن عباس کہتے ہیں کہ علیؑ کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئی ہیں **خارجی** کے لئے تو یہی حدیث

کافی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلیؑ انت منی وانا منک

یعنی نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے اے علیؑ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں

(دیکھئے صحیح بخاری جلد دوم ص۲۴۲ کتاب الصلح مطبوعہ مصر باب کیف یکتب ھذا ما صالح فلان بن فلان الخ مطبوعہ مطبع احمدی ص۳۷۱) اگر وہ صحاح ستہ یا دیگر کتب احادیث اہل سنت کو تسلیم نہ کرینگے تو اصحاب ثلثہ کی شان کہاں سے ثابت کرینگے جن پر وہ دلدادہ ہیں فھل من مسد کر۔

پس آپ ہی جناب امیر علیہ السلام کے ایمان کا سوال کیجئے اور جواب لیجئے۔ ورنہ انپر لعنت کیجئے۔ اور آئندہ اس کروفر سے انکا فخریہ حوالہ نہ دیجئے۔

سوم۔ اگران کا ایمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایمان اور عصمت پر ہوگا۔ تو جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان آیہ تطہیر و آیہ مباہلہ میں ظاہر ہوگی ویسے ہی جناب امیر علیہ السلام کی۔ ہاں اگر ایمان ان خارجیوں کا نبی علیہ السلام پر واقعی ہوگا۔ تو وہ اسی پیغمبر صلعم کا ارشاد سنیں:۔

ارجح المطالب ص۵۲۷ عن الحسین ابن علی عن ابیہ علیہما السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت انا و علی نوراً بین یدی اللہ تعالی من قبل ان یخلق آدم باربعۃ عشر الف عام فلما خلق اللہ تعالی آدم رکب ذالک النور فی صلبہ فلم یزل اللہ تعالی ینقلبہ من صلب الی صلب حتی اقرہ فی صلب عبد المطلب بقسمہ نصفین قسمان صلب عبد اللہ وقسمان فی صلب ابیطالب فعلیٌ منی وانا منہ لحمہ لحمی ودمہ دمی فمن احبہ فبحبنی ومن ابغضہ فببغضی ابغضہ (اخرجہ ابن مردویہ وخوارزمی وشہاب الدین احمد والمطرزی والعاصمی)

ترجمہ امام حسین علیہ السلام اپنے والد ماجد حضرت علی علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلعم نے

ایمان بلکہ عصمت جناب امیر علیہ السلام کی نسبت آیہ تطہیر انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا نص صریح ہے۔ کیونکہ اس آیت میں نہ جناب امیر بلکہ خود حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں۔

آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ الی آخرہ کہ جس کے آپ بھی اچھی واقف ہیں خارجی کے کفر پر ذوالفقار کا کام کریگی آیہ مباہلہ قل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم الی آخرہ الآیہ کہ جس میں امیر علیہ السلام کو نفس رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا گیا ہے۔ اسکے لئے کافی ہوگی۔

دوم۔ اگر اُس کا ایمان حدیث پر ہوگا۔ تو اُسے مفصلہ ذیل احادیث نبوی صلعم کی سیر کرائینگے:۔

حدیث اوّل عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یا ایھا الذین امنوا الا علی امیرھا وشریفھا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وما ذکر علیا الا بخیر (اخرجہ احمد والطبرانی وابن ابی حاتم وابن ابی عبد البر فی کتاب الاستیعاب وعلامہ ابن حجر مکی فی کتابہ صواعق محرقہ) ارجح المطالب ص۵۵ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس جس آیت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے لوگوں کو یا ایھا الذین امنوا کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہے علیؑ اس خطاب کے امیر و شریف ہیں آنحضرت صلعم کے اصحاب پر بعض مقامات میں عتاب (جھڑکی) فرمایا ہے مگر علیؑ کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا ہے۔

حدیث دوم عن ابن عباسؓ قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ ما نزل فی علی (اخرجہ ابن عساکر وابن مردویہ) ص۵۵۔ یعنی ابن عباس کہتے ہیں کہ خدا کی کتاب میں جس قدر آیتیں حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اُسقدر اور کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں۔

حدیث سوم عن علی قال نزل القرآن ارباعا فربع فینا فربع فی عدونا وربع سیر وامثال وربع فرائض واحکام والذکر الم القرآن (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) یعنی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن چار حصوں میں نازل ہوا ہے پس اسکا ایک ربع ہماری شان میں اور ایک ربع ہمارے دشمنوں کے حق میں۔ اور ایک ربع میں قصص اور امثال اور ایک ربع میں فرائض اور احکام اور ہماری شان میں قرآن مجید کی بزرگ آیتیں ہیں۔

حدیث چہارم عن ابن عباسؓ قال نزلت فی علی ثلث مائۃ آیۃ (اخرجہ ابن عساکر ارجح المطالب ص۵۵) یعنی ابن عباس کہتے ہیں کہ علی کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئی ہیں خارجی کے لئے تو یہی حدیث

کافی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلیؑ انت منی وانا منک
یعنی نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے اے علیؑ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں
(دیکھئے صحیح بخاری جلد دوم ص۲۴۲ کتاب الصلح مطبوعہ مصر باب کیف یکتب ھذ اما صالح فلان بن فلان الخ مطبوعہ مطبع احمدی ص۲) اگر وہ صحاح ستہ یا دیگر کتب احادیث اہل سنت کو تسلیم نہ کریں گے تو اصحاب ثلثہ کی شان کہاں سے ثابت کریں گے جن پر وہ ولداوہ ہیں فھل من مدکر۔
پس آپ ہی جناب امیر علیہ السلام کے ایمان کا سوال کیجئے اور جواب لیجئے۔ ورنہ اُن پر لعنت کیجئے۔ اور آئندہ اس گروہ سے انکا فخریہ حوالہ نہ دیجئے۔

سوم۔ اگر ان کا ایمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایمان اور عصمت پر ہوگا۔ تو جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان آیہ تطہیر و آیہ مباہلہ میں ظاہر ہوگی ویسے ہی جناب امیر علیہ السلام کی۔ ہاں اگر ایمان ان خارجیوں کا نبی علیہ السلام پر واقعی ہوگا۔ تو وہ اسی پیغمبر صلعم کا ارشاد سنیں :۔

ارجح المطالب ص۴۲۷ عن الحسین ابن علی عن ابیہ علیہما السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت انا وعلی نوراً بین یدی اللہ تعالی من قبل ان یخلق آدم باربعۃ عشر الف عام فلما خلق اللہ تعالی آدم رکب ذالک النور فی صلبہ فلم یزل اللہ تعالی ینقلبہ من صلب الی صلب حتی اقرہ فی صلب عبدالمطلب فقسمہ نصفین قسمان صلب عبداللہ وقسمان فی صلب ابیطالب فعلیٌ منی وانا منہ لحمہ لحمی ودمہ دمی فمن احب فحبنی ومن ابغضہ فبغضنی ابغضہ (اخرجہ ابن مردویہ وخوارزمی وشہاب الدین احمد والمطرزی والعاصمی)
ترجمہ امام حسین علیہ السلام اپنے والد ماجد حضرت علی علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلعم نے

فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علیؑ خدا کے سامنے ایک نور تھے۔ جب خدا نے آدمؑ کو پیدا کیا تو وہ نور آدم کی صلب اطہر میں چلا گیا پھر خداتعالی اس نور کو ایک صلب سے دوسری صلب میں منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ نور عبدالمطلب کی صلب میں جاگزین ہوا۔ پھر خدا نے اُسکے دو حصے کر دیئے ایک حصہ عبداللہ کی صلب میں اور ایک ابوطالب کی صلب میں تقسیم ہوا۔ پس علی مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اُس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اُس کا خون میرا خون ہے؎ جس نے اُس سے بغض رکھا اُسنے میرے بغض کی وجہ سے اُسکے ساتھ بغض رکھا۔ انتہی ترجمۃ الحدیث ٭

اگر خارجی کہے کہ ہم ان حدیثوں کو ہی نہیں مانتے تو میں کہوں گا۔ کہ اصحاب ثلثہ کی فضیلت ثابت کرو۔ بہرحال وہ انہی اہل سنت کی کتابوں کی طرف رجوع کریگا۔ جو مجھ پر حجت نہیں ہے اور میں فضائل حضرت امیر علیہ السلام اُسکی اُنہی کتابوں سے ثابت کروں گا۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں ابن تیمیہ کی کسی کتاب سے نبوت یزید کا دعوی نہ کر بیٹھے (مولوی صاحب میرا یہ اشارہ آپ سمجھ گئے ہونگے ٭)

آخری گذارش

مولوی صاحب۔ تحریری مناظرہ میں تو آپ شیعوں کے قلم سے خوب واقف ہیں کہ آیہ انما ولیکم اللہ الخ کی بحث میں بمقابلہ جناب مولانا و مقتدانا حافظ حکیم فرمان علی صاحب قبلہ ممتاز الافاضل مظفر پوری مدظلہ ایسا فرار کیا۔ کہ کوئی جنگ اُحد سے بھی ایسا نہ بھاگا ہوگا جسکے کہ قبلہ ممدوح کو اخبار اثناعشری دہلی۔ و رسالہ اصلاح کھجوہ ضلع سارن اور اخبار مسافر آگرہ وغیرہ میں جُدا جُدا کھلی کھلی چھٹیاں آپکے نام لکھنی پڑیں ؎

پھرتا ہے سیل حوادث میں کبھی مرد کا منہ
شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں

؎ پس جس نے اس سے محبت کی اس نے میری وجہ سے کی اور م م

ایڈیٹر صاحب اصلاح کے ساتھ **خلافت راشدہ** کا فیصلہ کرنے سے **ایسے مفرور ہوئے کہ آپ اُن کے واقف ہی نہیں**۔ کامل کا حوالہ پوچھا تو آپ کو معلوم ہے کہ اُنہوں نے کس خوبی سے جناب پر اس حدیث کو روشن کیا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا الخ یعنی نبی علیہ السلام نے فرمایا تحقیق یہ (علی) میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم میں اسکی اطاعت کرو۔ اور اسکے حکم کو سنو۔ یہاں تک کہ اب **بھولے سے بھی اُن کا نام نہیں لیتے** ؎

بات تو ہم نے بنائی تھی وہاں خوب مگر
تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہیں

رہا تقریری مناظرہ۔ سو بیشک شیعوں کو مدعو کیجئے۔ لیکن نیک نیتی سے۔ احقاق حق وابطال باطل کی غرض سے پھر دیکھ لیجئے ع

تبسم کناں دست بر بر نہند

بلکہ وہ تو اول ہی سے اسکے منتظر ہیں ؎

پھر کھجائے ہے ہتھیلی دیکھوں ؛ سیم تن کون سا ہاتھ آتا ہی

پھر جناب کو معلوم ہوگا کہ آپ نے اپنی اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۲ رمضان المبارک نمبر ۱۳۲۹ھ میں دادی حلال ہونیکا فتوی دیا تھا۔ ملاحظہ فرمائیے اپنا ہی اخبار بجنسہٖ ہذا۔

س نمبر ۲۵۱ ایک شخص نے اپنے جد کی زوجہ سے نکاح کیا۔ اور عورت منکوحہ سے ہم بستر ہوکر مجامعت کیا اور بعد چند روز کے زن منکوحہ کو حمل رہا۔ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوا۔ اب علمائے شریعت اس بارہ میں کیا حکم صادر فرماتے ہیں۔ نکاح ہوا یا نہ؟ لڑکا کس کی جانب قرار دیا جاوے گا۔ اسکے شوہر پر نان و نفقہ واجب ہوگا یا نہ؟۔

ج نمبر ۲۵۲ بحکم ولا تنکحوا ما نکح اباءکم الخ یعنی والد کی منکوحہ سوتیلی سی نکاح کرنا تو منع ہی مگر جد (دادا) کی منکوحہ کی حرمت منصوص نہیں اس لئے غالباً نکاح مذکور صحیح ہوگا۔ اور بچہ بھی صحیح النسب ہوگا۔ واللہ اعلم۔

جناب عالی! اس فتوٰی سے علمائے اسلام نے جناب کو کسقدر کوسا۔ کیا آپ کچھ جواب دے سکے۔؟ ہرگز نہیں! یہ دوسری بات ہی کہ بعض لوگوں کو آپ پر علم و فہم کا حسن ظن ہو۔ وہ تو خدا ہی خدا ہیں چاہی ایسے ہزار فتوی شائع کریں ؎

یہ سچ ہے راہ محبت بڑی ہے ٹیڑھی کھیر ؛ نہ آئے خضر کبھی اس خراب رستے میں

میں یہ نہیں کہنا چاہتا۔ کہ بعض بعض علمائے اہل حدیث امثال مولانا مولوی ابو عبیدہ احمد اللہ سلمہ عبدالحی غزنوی۔ حکیم ابو تراب عبدالحق غزنوی۔ مولانا خلیفہ عبدالرحمان۔ مولوی غلام علی۔ عبدالاول السلفی۔ محمد علی صاحب واعظ۔ مولوی عبدالحق صاحب سیالکوٹی وغیرہم نے انہی اسباب کی بدولت جناب کو

اپنی جماعت سے خارج کر دیا تھا

کیونکہ اس میں میرا کچھ تعلق نہیں بہرحال کسی خارجی کے اقوال کفریہ پر استدلال کرنا۔ اور خلاف واقعات بیانات بے سروپا سے اپنے وعظ کو ملذ ذکرنا بعید از شان علما ہے۔ کیونکہ مجمع عام میں بعض لوگ ایسے بھی موجود ہوتے ہیں جو یاروں کے رازدان ہوں ؎

کیا چور ہیں جو ہمکو دربان تمہارا روکے
کہدو کہ یہ تو جانے پہچانے آدمی ہیں

ہاں مرزائیوں کی تردید میں آپ کا ہمہ تن سرگرم رہنا واقعی قابل تعریف ہے۔ لیکن اُنکی تردید کرتے ہوئے فرقہ حقہ شیعہ پر حملہ کرنا آپ کو سزاوار نہیں ؎

رقیب اب اسکے گھر کی راہ مت تیری طرح تولی
چلے گر چال کو انہی کی تو اپنی بھی بھولے

اور آپ کا یہ خیال کہ ایڈیٹر صاحب اصلاح و جناب مولانا السید فرمان علی و دیگر علمائے شیعہ تو ہندوستان میں ہیں وزیرآباد میں جو چاہیں کہیں سراسر غلط ہے ؎

ایک پتھر چومنے کو شیخ جی کعبے گئے
ذوق ہر بت قابل بوسہ ہے اس بتخانہ میں

خداوند ذوالجلال والاکرام نے آپکو ہر طرح سے عزت بخشی ہے آپ اُسے رزاق بھی سمجھتے ہیں۔ تو پھر بھلا ان غلط بیانیوں کے سوا اور کوئی طرز معاشرت نہیں ❖

قطعہ

ابھی کمسن ہو تم نہیں واقف ❖ دل کو کھا بیٹھے ہیں ہزار طریق
داغ اب فاقہ مست بن بیٹھے ❖ مانگ کھا بیٹھے ہیں ہزار طریق

والسلام علی من اتبع الھدیٰ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد و آلہ الطاہرین

خیر خواہ اسلام۔ خاکسار سید عنایت علی مخلص عنا نقوی البخاری شیعہ اثناعشری غفراللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ساکن شہر وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ پنجاب المرقوم ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۲ ہجری القدسی